© rasailojaraid.com

علم میراث کے اہم مباحث

ڈاکٹر عبدالواحد صاحب
جامعہ مدنیہ لاہور

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین۔

علم میراث کی اہمیت علم میراث جس کو حدیث میں علم الفرائض کہا گیا ہے انتہائی اہم علم ہے اس کی اہمیت پر مندرجہ ذیل احادیث دال ہیں:

۱۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعلموا الفرائض والقراٰن وعلموا النّاس فانی مقبوض[۱]

(رواہ الترمذی)

ترجمہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرائض اور قرآن سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ کیونکہ میں اٹھایا جانے والا ہوں۔

۲۔ عن ابن مسعودؓ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعلموا العلم وعلموہ الناس تعلموا الفرائض وعلموھا النّاس تعلموا القراٰن وعلموہ النّاس فانی امرء مقبوض والعلم سینقص[۲] (رواہ الدارمی والدارقطنی)

ترجمہ:۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے

---

[۱] کتاب العلم مشکوٰۃ فصل ثانی

[۲] کتاب العلم فصل ثالث مشکوٰۃ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فرمایا علم سیکھو اور اسے لوگوں کو سکھاؤ فرائض سیکھو اور انہیں لوگوں کو سکھاؤ قرآن سیکھو اور اسے لوگوں کو سکھاؤ کیونکہ میں اٹھایا جانے والا ہوں اور علم عنقریب ختم ہو جائے گا۔

۳ ۔ زاد رزین (علی حدیث ابی ھریرۃ) وان مثل العالم الذی لا یعلم الفرائض کمثل البرنس لا راس لہ[۱]

ترجمہ :۔ اس عالم کی مثال جو فرائض نہیں جانتا اس برنس کی طرح ہے جس کی ٹوپی نہ ہو۔

۴ ۔ للقزوینی بضعف : تعلموا الفرائض و علموہ فانہ نصف العلم وھو ینسی وھو اوّل شئ ینزع من امتی[۲]

ترجمہ :۔ فرائض سیکھو اور اسے لوگوں کو سکھاؤ کیونکہ یہ نصف علم ہے اور بھول جاتا ہے اور یہ میری امت میں سے سب سے پہلے اٹھایا جائے گا۔

۵ :۔ عن عقبۃ بن عامر (رفعہ) تعلموا الفرائض قبل الظانین یعنی الذین یتکلمون بالظن رزین[۳]

ترجمہ :۔ اٹکل کرنے والوں یعنی وہ لوگ جو محض اٹکل سے بات کرتے ہیں ان کے وجود میں آنے سے پیشتر اور فرائض سیکھ لو۔

ذیل میں ہم علم میراث کے اہم مباحث اور مسائل بمعہ دلائل ذکر کرتے ہیں۔

میّت کے ترکہ کے ساتھ علی الترتیب چار قسم کے حقوق متعلق ہوتے ہیں اوّل تجہیز و تکفین دوم قرض ودین سوم وصیت چہارم ورثاء کے درمیان تقسیم میراث۔

تجہیز و تکفین

مولانا سید اصغر حسین صاحب رحمہ اللہ سراجیہ پر اپنے حاشیہ کی تقدیم میں لکھتے ہیں۔

ویستدل بالابتداء بالتکفین بحدیث مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ لما توفی لم یکن لہ الا رداء لو غطی راسہ بدا رجلاہ

---

[۱] جمع الفوائد ص ۳۶ ج ۱

[۲] جمع الفوائد ص ۳۶ ج ۱

[۳] جمع الفوائد ص ۳۶ ج ۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ولو غطی رجلاہ بدا راسہ فقال علیہ السّلام غطوا راسہ واجعلوا علی رجلیہ من الاذخر فکفنہ علیہ السّلام فی ردائہ ولم یسئل انہ ھل بقی للدین والوصیۃ شئ ام لا۔

ترجمہ: تکفین کے ساتھ ابتدا کرنے پر مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے کہ جب ان کی وفات ہوئی تو ان کے پاس فقط ایک چادر تھی اگر اس سے ان کا سر ڈھانپتے تو ان کی ٹانگیں کھل جاتیں اور اگر ٹانگیں ڈھانپتے تو سر کھل جاتا۔ نبی علیہ السّلام نے فرمایا ان کا سر ڈھانپ دو اور ان کی ٹانگوں پر اذخر گھاس ڈال دو۔ آپ نے ان کی چادر میں ان کو کفن دیا اور یہ نہیں پوچھا کہ دین و وصیت کے لیے بھی کچھ باقی بچا ہے یا نہیں

کفن درمیانہ درجہ کا ہونا چاہئے

۱۔ عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کفن احدکم اخاہ فلیحسن کفنہ۔ رواہ مسلم[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو اس کو اچھا کفن دے۔

۲۔ عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تغالوا فی الکفن فانہ یسلب سلبا سریعا۔ رواہ ابوداود[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کفن میں باہم غلو نہ کرو کیونکہ یہ بہت جلد ختم ہونے والا ہے۔

قرض و وصیت قرآن پاک میں ہے۔

من بعد وصیۃ یوصی بھا أو دین — ان میں بھی قرض و دین کو وصیت پر تقدم حاصل ہے

---

[1] (مشکوۃ باب غسل المیت وتکفینہ)

[2] (مشکوۃ 〃 〃 〃 〃)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عن علی رضی اللہ عنہ قال انکم تقرء ون ھذہ الآیۃ مِنْ بَعْدِ وَصِیَّۃٍ توصُوْنَ بِھَا أَوْ دَیْنٍ وان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضٰی بالدین قبل الوصیۃ [۱] (رواہ الترمذی و ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اس آیت من بعد وصیۃ توصون بھا أو دین کو (اس طرح) پڑھتے ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دَین کا وصیت سے پیشتر فیصلہ فرمایا۔

وارث کیلیے وصیت نہیں۔

عن ابی امامۃؓ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی خطبتہٖ عام حجۃ الوداع ان اللہ قد اعطی کل ذی حق حقہ فلا وصیۃ لوارث۔(رواہ ابو داود و ابن ماجہ)[۲]

وفی روایۃ الدارقطنی لا تجوز وصیۃ لوارث الا ان یشاء الورثۃ

ترجمہ:۔ ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ میں یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق دیدیا ہے (یعنی بتا دیا ہے) لہذا وارث کے لیے وصیّت نہیں ہے۔

دارقطنی کی روایت میں ہے وارث کے لیے وصیّت جائز نہیں الا یہ کہ ورثہ راضی ہوں۔

تقسیم میراث | اس کے بارے میں آگے چل کر لکھیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

موانع ارث (میراث سے محروم کرنیوالے امور)

یہ چار ہیں۔

۱۔ **غلامی** | خواہ کامل ہو جیسے خالص غلام (قن) ہیں یا ناقص ہو جیسے مکاتب، مدبر اور ام ولد غلام کی میراث سے محرومیت کی وجہ یہ ہے کہ

---

[۱] مشکوٰۃ کتاب الفرائض [۲] ایضاً

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

i - لان الرقيق مطلقا لا يملك المال بسائر اسباب الملك فلا يملكه ايضا بالارث

ii - ولان جميع ما في يده من المال فهو لمولاه فلو ورثناه من اقربائه لوقع الملك لسيده فيكون توريثا للاجنبي بلا سبب وانه باطل اجماعا - (سراجیہ)

چونکہ مطلق غلام ملکیت کے دیگر اسباب سے مال کا مالک نہیں بنتا لہذا ایسے ہی وراثت سے بھی مالک نہیں بنے گا۔

نیز اس کے قبضے میں جو مال ہو وہ اس کے مالک کا ہوتا ہے لہذا اگر ہم غلام کو اس کے قرابتداروں کا وارث بنائیں تو مال میراث میں ملکیت غلام کے مالک کی ہو گی اور اس طرح یہ کسی اجنبی کو بغیر کسی سبب کے وارث بنانا ہوگا جو کہ بالاتفاق باطل ہے۔

غلام کے قبضے میں مال میں ملکیت اس کے مالک کی ہوتی ہے ۔ اس پر یہ حدیث دلالت کرتی ہے -

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من باع عبدا وله مال فماله للبائع الا ان يشترط المبتاع[1] (متفق عليه)

ترجمہ :- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے اپنا غلام بیچا اور غلام کے پاس مال ہو تو وہ مال بیچنے والے کا ہوگا مگر جبکہ خریدنے والا اس کی شرط کرلے۔

ابو بکر جصاص رحمہ اللہ ذکر کرتے ہیں کہ غلام کے میراث سے محروم ہونے پر اجماع ہے۔

فمما اتفق عليه ان الكافر لا يرث المسلم وان العبد لا يرث وان قاتل العمد لا يرث[2]

ترجمہ :- جن امور پر فقہاء کا اتفاق و اجماع ہوا ہے یہ ہیں اوّل کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا دوّم غلام وارث نہیں ہوتا سوّم قاتل عمد وارث نہیں ہوتا۔

---

[1] اعلاء السنن ج ۱۸ ص ۳۳۹

[2] احکام القرآن ج ۲ ص ۱۰۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۲۔ قتل (یعنی وارث کا اپنے مورث کو قتل کرنا)

i ۔ عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده ان النبی صلی الله علیه وسلم قال لیس للقاتل شیٔ وان لم یکن له وارث فوارثه اقرب الناس الیه ولا یرث القاتل شیئا ۔[1]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قاتل کے لیے کچھ (میراث) نہیں ہے اور اگر مقتول کا کوئی وارث نہ ہو تو لوگوں میں سے اس کا قریب ترین اس کا وارث ہوگا اور قاتل میراث میں کچھ نہ پائے گا۔

ii ۔ عن عمر رضی الله عنه انه قال لا میراث للقاتل ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا قاتل کے لیے میراث نہیں ہے۔

iii ۔ عن عبیدة السلمانی انه قال لا میراث للقاتل بعد صاحب البقرة ۔[2]

عبیدہ سلمانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا گائے والے (سورہ بقرہ میں جس کا ذکر ہے) کے بعد سے قاتل کے لیے میراث نہیں ہے۔

قتل عمد اور شبہ عمد میں قاتل کے میراث سے محروم ہونے پر اجماع ہے جیسا کہ ابوبکر جصاص رحمہ اللہ کے قول میں اوپر تصریح گزر چکی ہے البتہ قتل خطا اور قتل بالتسبیب میں اختلاف واقع ہوا ہے۔

و ۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ہر قسم کا قتل (یعنی عمد خطا اور بالتسبیب) خواہ بچے نے کیا ہو یا مجنوں نے یا عاقل نے میراث سے محرومی کا باعث ہے۔

ب ۔ امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف، امام محمد اور امام مالک رحمہم اللہ کے نزدیک قتل عمد اور قتل خطا میراث سے محرومی کا باعث ہیں۔ البتہ قتل بالتسبیب محرومی

---

[1] اعلاء السنن ج ۱۸ صـ ۳۳۸

[2] حاشیہ سراجی شریفیہ صـ ۱۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کا موجب نہیں ہے کیونکہ میراث سے محرومی ایک امر ممنوعہ کے ارتکاب پر سزا کے طور سے ہے جبکہ قتل بالتسبیب حقیقۃً قتل نہیں ہے کیونکہ قاتل بالتسبیب نے خود قتل کا ارتکاب نہیں کیا ہے ۔ اسی طرح قاتل اگر بچہ یا مجنون ہو تو وہ بھی میراث سے محروم نہیں ہوتا ۔

ان کے نزدیک گویا قاعدہ یہ ہے کہ ہر وہ قتل جو فی نفسہ قصاص یا کفارہ کا تقاضا کرتا ہو (اگرچہ قتل کرنے والے مثلاً والد کو اس کی شرافت والدیت کی بنا پر قصاص میں قتل نہیں کیا جاتا) میراث سے محرومی کا باعث ہے ۔

ج ۔ امام اوزاعی رحمہ اللہ اور بعض اہل مدینہ کا قول ہے کہ قتل عمد میں تو میراث سے محرومی ہوتی ہے البتہ قتل خطا میں محروم نہیں ہوتا سوائے دیت میں ایسا ہی قول حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ۔

د ۔ عثمان البتی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ قتل خطا سرے سے میراث سے محروم نہیں کرتا خواہ دیت میں ہو یا دیگر اموال میں[1] (حاشیہ بر شریفیہ)

قتل خطا میں میراث سے محرومیت کا قول کرنے والوں کی تائید ان روایات سے بھی ہوتی ہے

روی عبد الرحمٰن بن حرملۃ عن رجل من حزام ان رجلا من حزام یقال له عدی الخراق کان بین امراتین له محاورۃ فرمی عدی احدهما بحجر فماتت فخرج عدی الی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فی غزوۃ تبوک فسئاله عن شان المرأۃ فقال النبی صلی اللہ علیه وسلم اعقلها ولا ترثها[2]

ترجمہ :۔ حزام قبیلہ کے ایک عدی خراق نامی شخص کی دو بیویوں کے درمیان تلخ کلامی ہوئی عدی نے ان میں سے ایک پر پتھر مارا جس سے وہ مر گئی ۔ عدی رسول اللہ

---

[1] حاشیہ بر شریفیہ

[2] حاشیہ بر شریفیہ ص۱۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ تبوک میں نکلے اور عورت کے بارے میں پوچھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی دیت ادا کرو اور تم اس کے وارث نہیں ہوگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو دیت اور دیگر اموال کے مابین فرق کیا اور نہ ہی قتل عمد اور قتل خطا کے درمیان فرق کیا حالانکہ اگر ان کے حکم میں فرق ہوتا تو آپ ضرور استفسار فرماتے اور ظاہر یہی ہے کہ وہ قتل خطا تھا کہ وہ عورت کی تادیب کرنا چاہتے ہونگے قتل کرنا نہیں۔

۲- روی عن حداس بن عمرو انہ قال رمی رجل بحجر فاصاب امہ یعنی قتلھا فرفع ذٰلك الی علی رضی اللہ عنہ فقال للقاتل میراثك منھا الحجر[۱]

ترجمہ:- ایک شخص نے پتھر پھینکا جو اس کی ماں کو لگا (اس سے) وہ مرگئی۔ یہ معاملہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو آپ نے قاتل سے فرمایا کہ تیری ماں سے تیری میراث پتھر ہے (یعنی تجھے میراث میں کچھ مال نہ ملے گا)

۳- اختلافِ دین

ا- عن اسامۃ بن زید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یرث المسلم الکافر ولا الکافر المسلم[۲] (متفق علیہ)

ترجمہ: اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کافر کا وارث نہیں ہے اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہے۔

۲- عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ- عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول صلی اللہ علیہ وسلم لا یتوارث اھل ملتین شتی[۳] (ابو داود)

---

[۱] حاشیہ برشریفیہ ص۱۲

[۲] اعلاء السنن جلد ۱۸ ص۳۲۶

[۳] اعلاء السنن جلد ۱۸ ص۳۳۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ترجمہ :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دو مختلف ملتوں والے باہم ایک دوسرے کے وارث نہیں ہیں ۔

اس میں چند صورتیں ہیں ۔ کافر کا مسلمان کی میراث حاصل کرنا ۔ مختلف ملتوں والے کافروں کا آپس میں ایک دوسرے کی میراث حاصل کرنا ۔ مسلمان کا مرتد کی میراث حاصل کرنا ۔

اوّل کافر کا مسلمان کی میراث حاصل کرنا ۔

جیسا کہ پہلے حوالہ گزر چکا ہے اس پر سب صحابہ اور بعد کے فقہاء کا اتفاق واجماع ہے کہ کافر مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا ۔ اس کے لیے ایک دلیل تو مذکورہ بالا حدیث ہے اور دوسری دلیل قرآن پاک کی یہ آیت ہے ۔

ولن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا ۔ (سورۃ نساء آیت ۱۴۱)

ترجمہ :۔ اور ہر گز نہ دے گا اللہ کافروں کو مسلمانوں پر غلبہ کی راہ ۔

دوم مسلمان کا کافر کی میراث حاصل کرنا ۔

و ۔ معاذ بن جبل ، معاویہ بن ابی سفیان ، حسن بصری محمد بن حنفیہ اور محمد بن علی ابن الحسین (زین العابدین) اور مسروق رضی اللہ عنہم کا قول ہے کہ مسلمان کو کافر کی میراث حاصل ہو گی اور ان کا استدلال اس حدیث سے ہے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا الاسلام یعلو ولا یعلی (اسلام غالب و بلند ہوتا ہے مغلوب نہیں) اور اس کے غلبہ کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ مسلمان کافر کا وارث ہو کافر مسلمان کا وارث نہ ہو ۔

ب ۔ حضرت علی ، حضرت زید اور عام صحابہ رضی اللہ عنہم امام ابو حنیفہ ، ابو یوسف محمد اور شافعی رحمہم اللہ اس بات کے قائل ہیں کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں ہو سکتا ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی قول منقول ہے ۔

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ انہ قال الکفر ملۃ واحدۃ لا نرثھم ولا یرثوننا[1] (کتاب الآثار لابی یوسف)

---

[1] اعلاء السنن جلد ۱۸ ص ۳۳۶

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کفر ایک ملت ہے نہ ہم ان (کافروں) کے لیے وارث ہیں اور نہ وہ ہمارے وارث ہیں۔

ان لوگوں کی جانب سے پہلے قول کے قائلین نے حدیث الاسلام یعلو ولا یعلی سے جو استدلال کیا ہے یہ جواب دیا جاتا ہے کہ حدیث میں نفس اسلام کا ذکر ہے توارث کا نہیں اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر ایک جہت سے اسلام ثابت ہو رہا ہو اور دوسری جہت سے ثابت نہ ہو تو اسلام کی جہت کو غلبہ حاصل ہوگا مثلاً ایک بچہ ہو جس کے والدین میں سے ایک کافر اور دوسرا مسلمان ہو تو بچے میں اسلام کی جہت غالب ہوگی اور بچہ مسلمان سمجھا جائے گا۔

نیز یہ حدیث وارث میں صریح نہ ہونے کی بنا پر حدیث لا یرث المسلم الکافر ولا الکافر المسلم کے لیے مبطل نہیں ہو سکتی۔

نوٹ: اثنا عشری شیعہ، آغاخانی، پرویزی، لاہوری مرزائی اور قادیانی چونکہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں لہذا ان کے اور مسلمانوں کے درمیان توارث نہیں ہوگا اور جو مسلمان العیاذ باللہ اپنے دین کو ترک کر کے ان مذاہب میں سے کسی کو اختیار کرے وہ مُرتد ہے جس کا بیان آگے آرہا ہے۔

سوم مختلف ملتوں والے کافروں کا آپس میں ایک دوسرے کی میراث پانا۔

۱۔ جمہور فقہاء کا قول یہ ہے کہ کفار آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں اگرچہ ان کے مذاہب مختلف ہوں کیونکہ کفر ایک ملت ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ الکفر ملۃ واحدۃ۔

ان کے قول کے مطابق حدیث لا یتوارث اھل ملتین شتی میں ملتین سے صرف دو ہی ملتیں مراد ہیں یعنی اسلام اور کفر۔

۲۔ ابن ابی لیلی رحمہ اللہ کے نزدیک موسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور تورات کے منزل من اللہ ہونے کے عقیدے پر متفق ہونے کی وجہ سے یہود و نصاریٰ ایک ملت کے ہیں اور مجوس علیحدہ ملت ہیں لہذا یہود و نصاریٰ تو آپس میں ایک دوسرے کے وارث بنتے ہیں لیکن ان کا مجوس کے ساتھ توارث نہیں ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۳۔ بعض فقہاء یہود و نصاریٰ کو بھی حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے بارے میں اختلاف اعتقاد کی بناء پر علیحدہ ملتیں شمار کرتے ہیں اور ان کا استدلال اس آیت سے بھی ہے ان الّذین اٰمنوا و الّذین ھادوا والنصارٰی ۔ کیونکہ شئی کا عطف غیر پر تو ہوتا ہے اپنے پر نہیں۔

چہارم مسلمان کا مُرتد کی میراث پانا۔

د۔ مُرتد کے اس مال میں جو اس نے ارتداد سے پیشتر حالت اسلام میں کمایا ہو تین قول ہیں۔

ا:۔ حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم۔ حسن بصری، سعید بن مسیب، ابراہیم نخعی، جابر ابن زید، عمر بن عبدالعزیز، حماد بن الحکم، ابوحنیفہ ابو یوسف، محمد، زفر ابن شبرمہ، سفیان ثوری، اوزاعی اور شریک رحمہم اللہ کا قول ہے کہ مُرتد کے مسلمان وارث اس مال میں اس کی میراث پائیں گے۔

عن علی رضی اللّٰہ عنہ انہ اتی بمستورد العجل و قد ارتد فعرض علیہ الاسلام فابی فقتلہ وجعل میراثہ بین ورثتہ المسلمین

ترجمہ:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس مستورد عجلی کو لایا گیا جو مُرتد ہو گیا تھا۔ علی رضی اللہ عنہ نے اس پر اسلام پیش کیا جس کا اس نے انکار کر دیا پس آپ نے اسے قتل کرادیا اور اس کی میراث اس کے مسلمان وارثوں میں کی۔

عن زید بن ثابت قال بعثنی ابوبکر عند رجوعہ الی اھل الردۃ ان اقسم اموالھم بین ورثتھم المسلمین

ترجمہ:۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے واپس آکر مجھے مرتدین کی طرف بھیجا تاکہ میں ان کے اموال ان کے مسلمان وارثوں کے درمیان تقسیم کر دوں۔

عن موسیٰ بن ابی کثیر قال سئالت سعید بن المسیب عن المرتد ھل یرث المرتد بنوہ فقال نرثھم ولا یرثوننا۔

ترجمہ:۔ موسیٰ ابن کثیر کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے پوچھا کہ کیا مرتد کے بیٹے اس کے وارث ہوں گے انہوں نے جواب میں فرمایا ہم (یعنی مسلمان)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان کے وارث ہیں اور وہ ہمارے وارث نہیں۔

عن الحسن قال کان المسلمون یطیبون میراث المرتد لاھلہ اذا قتل۔

ترجمہ:۔ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مسلمان مُرتد کے گھر والوں کے لیے اس کے قتل کیے جانے کے بعد اس کی میراث کو حلال سمجھتے تھے۔

اس قول کی وجہ یہ ہے کہ ارتداد کے وقت مُرتد جس مال کا مالک تھا وُہ اس کی ملکیت سے نکل جاتا ہے اگرچہ یہ نکلنا اس کے اسلام کی طرف لوٹ آنے پر موقوف ہوتا ہے۔ اگر وہ دوبارہ مسلمان ہوجائے تو مال اس کی ملکیت میں واپس لوٹ آتا ہے اور اگر وہ مرجائے یا قتل کردیا جائے یا وہ دارالحرب چلا جائے اور دارالحرب کے ساتھ اس کے لاحق ہونے کا حکم جاری کردیا جائے تو چونکہ ارتداد موت حکمی ہے گویا جس وقت وہ مُرتد ہوا وہ مرگیا لہٰذا ارتداد (یعنی موت حکمی) کے وقت جو اس کے مسلمان وارث ہونگے وہ اس کی میراث پائیں گے۔ یہ مال فیٔ نہ ہوگا کیونکہ یہ مسلمان کا مال ہے اور مسلمان کا مال فیٔ نہیں ہوتا (کیونکہ ارتداد یعنی موت حکمی سے متصل قبل وہ مسلمان تھا)۔

۲۔ ربیعہ بن عبد العزیز، ابن ابی لیلیٰ۔ مالک اور شافعی رحمہم اللہ کے نزدیک یہ مال بیت المال کی میراث ہوگی۔

۳۔ قتادہ اور سعید بن ابی عروبہ رحمہما اللہ کے نزدیک اس کے مسلمان وارثوں کو میراث نہیں ملے گی بلکہ جس دین کو اس مرتد نے اختیار کیا ہے اگر اس دین میں اس کے کچھ وارث ہونگے تو وہ میراث پائیں گے۔

ب۔ مُرتد نے حالت ارتداد میں جو مال کمایا ہو۔

۱۔ ابو حنیفہ اور سفیان ثوری رحمہما اللہ کا قول ہے کہ یہ مال فیٔ ہے کیونکہ وہ ایسے کافر کا مال ہے جس کا کوئی مسلمان یا کافر وارث نہیں (کیونکہ ارتداد اس کے حق میں موت ہے ارتداد کے وقت تو وارثوں کا اعتبار ہوگا لیکن ارتداد یعنی موت حکمی کے بعد وارثوں کا اعتبار نہ ہوگا)۔

۲۔ ابن شبرمہ، ابو یوسف، محمد رحمہما اللہ کے نزدیک اور اوزاعی رحمہ اللہ کی ایک روایت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے مطابق یہ مال بھی اس کے مسلمان وارثوں میں تقسیم ہوگا۔

۴۔ اختلاف دارین

صاحب اعلاء السنن لکھتے ہیں لہ:

"اختلاف الدار لا یتحقق فی دار الاسلام باختلاف السلطنة لان سلاطین الاسلام یجمعهم حکومة واحدة لان حکومة الاسلام حکومة الله تعالیٰ والسلاطین نوابه وعماله بخلاف دار الکفر فانها تختلف باختلاف السلطنة لان سلاطین الکفر مستبدون بسلطنتهم ولا یسلمون الملک لله تعالیٰ فلا یجمعهم حکومة واحدة کما یجمع سلاطین الاسلام۔

ترجمہ:۔ اختلاف دارین دار الاسلام میں حکومتوں کے اختلاف کی وجہ سے نہیں ہوتا کیونکہ مسلمان سلاطین کو ایک حکومت جمع کئے ہوئے ہے کیونکہ اسلامی حکومت اللہ تعالیٰ کی ہوتی ہے اور سلاطین اس کے نائب اور کارکن ہوتے ہیں۔ اس کے برخلاف دار الکفر میں حکومتوں کے اختلاف کی بنا پر اختلاف دارین پایا جاتا ہے کیونکہ کافر حکمران اپنی حکومت میں مستقل ہوتے ہیں اور وہ ملک اللہ تعالیٰ کے سپرد نہیں کرتے لہٰذا ان کو ایک حکومت نے جمع نہیں کیا ہوتا جیسا کہ مسلمان سلاطین کو جمع کیا ہوتا ہے۔

اختلاف دارین کے بارے میں دو قول ہیں:

۱۔ اختلاف دارین توارث سے مانع نہیں۔ کیونکہ نصوصِ میراث عام ہیں اور اختلاف دارین کی بنا پر تخصیص، نہ تو کسی نص میں وارد ہوئی ہے اور نہ ہی اس پر اجماع منعقد ہوا ہے۔

۲۔ کافروں کے حق میں اختلاف دارین توارث سے مانع ہے۔ حنفیہ کا یہی قول ہے۔

لہ اعلاء السنن جلد ۱۸ صفحہ ۳۲۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ لوگ پہلے قول والوں کی دلیل کا یہ جواب دیتے ہیں کہ نصوص وراثت مطلق نہیں ہیں بلکہ اس پر اجماع ہے کہ وہ عدم مانع کے ساتھ مقید ہیں۔ لہٰذا اطلاق کو دلیل بنانا صحیح نہیں۔

اعلاء السنن میں ہے[1]

اختلاف دارین پر یہ فرمان الٰہی دلالت کرتا ہے والمحصنت من النساء الاما ملکت ایمانکم۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت اوطاس کی قیدی عورتوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ جن کے شوہر مشرک تھے اللہ تعالیٰ نے قید کی وجہ سے مسلمانوں کے لیے ان کو مباح کر دیا۔ نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدی عورتوں کے بارے میں فرمایا "حاملہ سے جب تک وہ بچہ نہ جن لے جماع نہ کیا جائے اور غیر حاملہ جب تک ایک حیض سے استبراء (رحم) نہ کرے اس سے جماع نہ کیا جائے"۔ فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ قیدی عورت (باندی) سے استبراء رحم کے بعد جماع کرنا جائز ہے اگرچہ دار الحرب میں اس کا شوہر ہو جب کہ وہ اس (باندی) کے ساتھ قید ہو کر نہ آیا ہو۔ پس (میاں بیوی کے درمیان) فرقت کا وقوع یا تو باندی کے اسلام کی وجہ سے ہوگا یا جس طور پر ہم نے اختلاف دارین کا ذکر کیا ہے اس کی بنا پر ہوگا یا اس میں ملکیت کے پائے جانے کی بنا پر ہوگا۔ تمام فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ باندی کا اسلام استبراء کے بعد نہیں بلکہ فی الحال فرقت کا موجب ہوگا۔ جبکہ اگر وہ کتابیہ ہو تو استبراء کے بعد حلال ہوگی (اگرچہ مسلمان نہ ہوئی ہو)۔ نیز یہ بھی ثابت ہے کہ ملکیت کا وقوع بھی نکاح کو ختم نہیں کرتا کیونکہ شادی شدہ باندی کو جب فروخت کیا جائے تو اس سے تفریق واقع نہیں ہوتی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص شادی شدہ باندی چھوڑ کر مر جائے تو وارث کی طرف باندی میں انتقال ملکیت نکاح کو ختم نہیں کرتا۔ پس تفریق واقع کرنے کے لیے صرف اختلاف دارین کی ایک وجہ باقی رہی۔

جصاص رحمہ اللہ نے کہا "قتادہ نے سعید بن مسیب کے واسطہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ

---

[1] اعلاء السنن جلد ۱۸ ص ۳۳۴ - ص ۳۳۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ــــ سے نقل کیا کہ جب یہودی اور نصرانی عورت اپنے شوہر سے پیشتر مسلمان ہو جائے تو اس کے شوہر کا اس پر زیادہ حق ہے جب تک وہ دارالہجرت میں رہیں۔" مفہوم مخالف سے معلوم ہوا کہ جب ان کے دار بدل جائیں تو پھر وہ شوہر اس کا زیادہ حقدار نہیں رہے گا اور جب اختلاف دار کا میاں بیوی کے درمیان تفریق کا سبب ہونا ثابت ہو گیا تو یہ توارث سے مانع ہونے پر بھی دلیل بن گیا کیونکہ نکاح اور میراث دونوں میں سے ہر ایک ولایت پر مبنی ہے۔"

(وراثت کے ولایت پر مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وارث مورث کے مال میں ملکیت قبضہ اور تصرف کے اعتبار سے اس کا نائب بنتا ہے)

تقسیم میراث

۱۔ سب سے پہلے اصحاب فرائض کے حصے دیے جائیں گے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

الحقوا الفرائض باھلھا فما بقی فھو لاولی رجل ذکر۔

(بخاری مسلم ترمذی)

ترجمہ:۔ فرائض ان کے اصحاب کو دو پھر جو بچے وہ قریب ترین مرد کو دو۔

فرائض سے مراد وہ مقررہ حصے ہیں جو قرآن پاک یا سنت یا اجماع سے ثابت ہوں۔

۲۔ اصحاب فرائض کو دینے کے بعد جو مال باقی بچے یا اصحاب فرائض کے نہ ہونے کی صورت میں (دین و وصیت پوری کرنے کے بعد) پورا مال عصبات کو ملے گا۔ اس کی دلیل بھی مذکورہ بالا حدیث ہے کہ الحقوا الفرائض باھلھا فما بقی فھو لاولی رجل ذکر۔

عصبہ ہر اس شخص کو کہتے ہیں جو اصحاب فرائض کی موجودگی میں ان کے حصے دینے کے بعد اور ان کی عدم موجودگی میں پورے مال کو صرف عصوبت کی جہت سے لیتا ہے۔

عصبات میں پہلے ان کو دیا جائے گا جو نسب کی جہت سے ہوں پھر ان کو جو سبب کی جہت سے ہوں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عصبات کی تفصیل انشاء اللہ آگے ذکر ہوگی۔

۴۔ کسی بھی قسم کے عصبات نہ ہونے کی صورت میں اصحاب فرائض کو دینے کے بعد مابقی کو دوبارہ اصحاب فرائض نسبی کے حصّوں کے تناسب سے ان ہی میں تقسیم کیا جائے گا۔ اصحاب فرائض سببی (جو کہ شوہر اور بیوی ہیں) پر رد نہیں ہوتا یعنی ان کو بچے ہوئے میں سے دوبارہ حصّہ نہیں ملتا۔

عن الشعبي قال كان علي رضي الله عنه يرد على كل ذي سهم قدر سهمه الا الزوج والمرأة وكان عبد الله لا يرد على اخت لام مع الام ولا على بنت ابن مع البنت ولا على اخت لاب مع اخت لاب وام ولا على جدة ولا على مرأة ولا على زوج [1]

ترجمہ:۔ شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہر حصہ (فریضہ) والے پر اس کے حصّہ کے بقدر رد کرتے تھے سوائے شوہر اور بیوی کے۔ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ماں کے ساتھ ماں شریک بہن پر اور بیٹی کے ساتھ پوتی پر اور حقیقی بہن کے ساتھ علاتی (باپ شریک) بہن دادی بیوی اور شوہر پر رد نہیں کرتے تھے۔

عن خارجة بن زيد قال رأيت أبي يجعل فضول المال في بيت المال ولا يرد على وارث شيئا۔

ترجمہ:۔ خارجہ بن زید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (زید بن ثابت رضی اللہ عنہ) کو دیکھا کہ وہ زائد مال بیت المال میں جمع کراتے تھے وارث پر کچھ رد نہیں کرتے تھے۔

قال صاحب الاستذكار سائر الصحابة يقولون بالرد (كما روى ذلك عن عمر وابن عباس ايضًا) وانفرد زيد من

---

[1] اعلاء السنن جلد ۱۸ ص ۳۹۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بينهم فجعل الفاضل عن ذوی الفروض والعصبات لبيت المال ۔

ترجمہ :۔ صاحب استذکار کہتے ہیں کہ تمام صحابہ رد کرنے کے قائل تھے ۔صرف زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تنہا تھے جو اصحاب فروض اور عصبات سے زائد مال بیت المال میں جمع کرتے تھے ۔

حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کے قول کو حسن بصری ۔ ابن سیرین ۔ شریح ۔عطاء ۔مجاہد ۔سفیان ثوری ۔ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب رحمہم اللہ نے لیا ہے جبکہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے قول کو مالک اوزاعی اور شافعی رحمہم اللہ نے لیا ہے ۔

۴ ۔ اصحاب فرائض نسبی کی عدم موجودگی کے باعث رد نہ ہونے کی بنا پر باقی مال ذوی الارحام کو دیا جائے گا یا نہیں ؟ اس بارے میں دو قول ہیں (ذوی الارحام میت کے وہ رشتہ دار ہیں کہ جو نہ اصحاب فرائض ہوں اور نہ عصبات ہوں)

ا ۔ ذوی الارحام وارث ہوں گے ۔ یہ قول عامہ صحابہ مثلاً عمر، علی ، ابن مسعود، ابوعبیدۃ بن الجراح ، معاذ بن جبل ، ابوالدرداء اور ابن عباس رضی اللہ عنہم (مشہور روایت) کا ہے۔ تابعین میں سے علقمہ ابراہیم نخعی، شریح حسن بصری ، ابن سیرین ، عطاء ، مجاہد، طاؤس ، عبیدۃ السلمانی ، جابر بن زید اور مسروق رحمہم اللہ کا بھی یہی قول ہے ۔ ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے ۔ بہت سے اصحاب شافعی بھی مثلاً ابن شریح ذوی الارحام کو وارث بناتے ہیں ۔

ان کے دلائل درج ذیل ہیں ۔

ا ۔ ارشاد باری تعالیٰ وا ولو الارحام بعضهم اولی ببعض فی کتاب اللہ۔

اس آیت کا سبب نزول یہ ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات قائم کی جس کی بنا پر وہ ایک دوسرے کے وارث بھی بنتے تھے ۔ اللہ تعالیٰ نے بعد میں اس آیت کے ذریعہ سے توارث کے حکم کو بدل دیا اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بیان کیا کہ رحمی رشتہ مواخات و موالات پر مقدم ہے۔
۲۔ ایک شخص نے سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کی طرف تیر پھینکا جوان کو لگا اور وہ اس سے مر گئے۔ ایک ماموں کے علاوہ ان کا کوئی اور وارث نہ تھا۔ ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے میں عمر رضی اللہ عنہ سے استفسار کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ جواب لکھ کر بھیجا۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ ورسولہ مولی من لا مولی لہ والخال وارث من لا وارث لہ۔ (ترمذی)

ترجمہ:۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس کا کوئی مولی نہ ہو اللہ اور اس کا رسول اس کے مولی ہیں اور جس کا کوئی وارث نہ ہو ماموں اس کا وارث ہے

۳۔ جب ثابت بن دحداح کی وفات ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تم ان کا نسب (یعنی نسب کی جہت سے کسی قریبی کو) جانتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ ہم میں پردیسی تھے اور ہم صرف ان کے ایک بھانجے کو جانتے ہیں جو ابو لبابہ بن عبد المنذر ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن دحداح کی میراث ان کے بھانجے کو دی۔ (شریفیہ)

۴۔ امرائے شام نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک تحریر بھیجی جس میں اور امور کے علاوہ یہ بات بھی ذکر تھی کہ اس دوران کہ وہ تیر اندازی کر رہے تھے ایک بچہ گزرا جس کو ان میں سے ایک کا تیر لگا اور وہ مر گیا اور ایک ماموں کے علاوہ اس کا کوئی وارث اور قرابتدار نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا کہ اس (مقتول بچے) کی دیت اس کے ماموں کو ملے گی۔ ماموں تو والد ہے[1]

ب۔ زید بن ثابت اور ابن عباس کی شاذ روایت کے مطابق ذوی الارحام وارث نہ ہوں گے اور مال بیت المال میں جمع کر دیا جائے گا۔

---

[1] اعلاء السنن جلد ۱۸ صفحہ ۴۰۴

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تابعین میں سے سعید بن مسیب اور سعید بن جبیر رحمہما اللہ نے اسی قول کو اختیار کیا ہے اور یہی قول مالک و شافعی ابوداؤد اور ابن جریر رحمہم اللہ کا ہے ۔ ان کے دلائل یہ ہیں ۔

ا۔ آیات میراث میں ذوی الفرائض اور عصبات کے حصّوں کا ذکر ہے ۔ ذوی الارحام کے لیے کچھ ذکر نہیں ہے ۔

۲ ۔ عن عطاء قال اتی رجل من اهل العالية رسول الله صلی الله عليه وسلم فقال يا رسول الله ان رجلا هلك وترك عمة و خالة انطلق تقسم ميراثه فتبعه رسول الله صلى الله عليه وسلم على حمار وقال يارب رجل ترك عمة وخالة ثم قال لا ادری ينزل علی شئ لا شئ لهما ۔

ترجمہ :۔ عطاء رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اہل عالیہ میں سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ ایک شخص مر گیا ہے اور اس نے ایک پھوپھی اور ایک خالہ اپنے پیچھے چھوڑی ہے ۔ آپ چلئے اور اس کی میراث تقسیم فرما دیجیے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے پر سوار اس کے پیچھے چلے اور فرمایا اے میرے رب ایک شخص نے پھوپھی اور خالہ چھوڑی ہے ۔ پھر فرمایا میں خیال نہیں کرتا کہ مجھ پر کچھ نازل ہوگا ان دونوں کے لیے کچھ نہیں ہے ۔

اور طریقوں سے جو روایتیں ملتی ہیں ان میں اس طرح آتا ہے ۔

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم سئل عن ميراث العمة و الخالة فسكت فنزل عليه جبريل عليه السلام فقال حدثنی جبريل ان لا ميراث لهما ۔

ترجمہ :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھوپھی اور خالہ کے میراث پانے کی بابت سوال کیا گیا تو آپ نے خاموشی اختیار کی پھر فرمایا مجھ سے جبریل نے بیان کیا کہ ان کے لیے کچھ میراث نہیں ہے ۔

پہلے قول کے قائلین کی جانب سے انکا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ عطاء رحمہ اللہ کی روایت میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لا أدری ینزل علی شیٔ کے الفاظ کی بنا پر لا شیٔ لھما کا فیصلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد کی بنا پر تھا۔ مراد یہ تھی کہ ابھی تک اس بارے میں مجھ پر کچھ نازل نہیں کیا گیا۔ پھر بعد میں واولو الأرحام بعضھم أولی ببعض نازل ہوئی جس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ الخال وارث من لا وارث لہ۔ یہ ممکن نہیں کہ ہم ترتیب کو برعکس کریں کیونکہ اگر آیت کا نزول پہلے ہوا ہوتا تو نبی علیہ الصلاۃ والسلام یہ ارشاد نہ فرماتے لا أدری ینزل علی شیٔ۔

دوسری روایتوں میں یہ احتمال ہے کہ اصحاب الفرائض یا عصبات میں سے کوئی وارث موجود ہو۔ اور جبریل علیہ السلام نے آکر یہ بتا دیا کہ (مقدم وارث کے ہوتے ہوئے) پھوپھی اور خالہ کو کچھ نہیں ملتا۔

۵۔ مولائے موالات مولات یہ ہے کہ ایک مجہول النسب شخص کسی معلوم النسب شخص سے کہے کہ تو میرا مولا (دوست و حلیف) ہے جب میں مرجاؤں تو تو میرا وارث ہوگا اور جب مجھ سے کوئی جنایت ہوجائے تو تو دیت ادا کرے گا اور دوسرا قبول کرے۔

مولائے موالات کے وارث ہونے نہ ہونے کے بارے میں بھی دو قول ہیں:

ا۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ وارث نہیں ہوتا۔ شعبی اور شافعی رحمہما اللہ نے یہی قول لیا ہے۔

شعبی رحمہ اللہ کا قول ہے الا لا ولاء الا ولاء العتاقۃ (آگاہ ہو کہ سوائے آزاد کرنے کے ولاء کے اور کوئی ولاء نہیں ہے)

ب۔ عمر، علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم کے نزدیک وارث ہوگا۔ ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے یہی قول اختیار کیا ہے۔

ان کے دلائل یہ ہیں: ا۔ والذین عقدت ایمانکم فاتوھم نصیبھم

اس آیت میں حصہ سے مراد میراث کا حصہ ہے اور عقد سے مراد عقد موالات ہے۔

فرمانِ الٰہی واولو الأرحام بعضھم أولی ببعض مذکورہ بالا آیت کے لیے مطلقاً ناسخ نہیں ہے بلکہ اس شخص کے حق میں ناسخ ہے جس کا اور رشتہ دار موجود ہو۔ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے قول المسلمون علی شروطھم سے بھی اس قول کی تائید ہوتی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۲۔ قال علیه السلام لتمیم الداری هو اخوك ومولاك فانت احق بمحیاه ومماته (تمیم داری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ جو شخص میرے ہاتھ پر اسلام لاکر میرا مولا ئے موالات بن جائے اس کا کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ تمہارا بھائی اور مولی ہو گیا تم اُس کی موت وحیات میں سب سے زیادہ مستحق ہوے)۔

۶۔ جس کے لیے نسب کا اقرار کیا گیا ہے:

عن الاعمش عن ابراهیم فی الاخوة یدعی بعضهم الاخ وینکر الآخرون قال یدخل معهم بمنزلة عبد یکون بین الاخوة فیعتق احدهم نصیبه قال وکان عامر والحکم واصحابهما یقولون لایدخل الا فی نصیب الذی اعترف به رواه الدارمی وقال الدارمی اخبرنا ابو نعیم قال قلت لشریك کیف ذکر فی الاخوین یدعی احدهما اخا قال یدخل علیه فی نصیبه قلت من ذکره قال جابر عن عامر عن علی [1]

ترجمہ:۔ چند بھائی ہوں ان میں سے ایک کسی بھائی کا دعویٰ کرتا ہو اور دوسرے انکار کرتے ہوں۔ اس کے بارے میں ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ وہ ان بھائیوں کے ساتھ داخل ہوگا مثل غلام کے جو چند بھائیوں کا ہو اور ان میں سے ایک اپنا حصہ آزاد کر دے۔ اعمش کہتے ہیں کہ عامر اور حکم اور ان کے اصحاب کہتے تھے کہ وہ بھائیوں کے ساتھ داخل نہیں ہوگا مگر صرف اس بھائی کے حق میں جس نے اس کا اعتراف ودعویٰ کیا ہے ..... ابو نعیم کہتے ہیں کہ میں نے شریک سے کہا کہ دو بھائیوں میں سے ایک (کسی اور شخص کے) بھائی ہونے کا دعویٰ کرتا ہو اس کے بارے میں کیا کہا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ دعویٰ کرنے والے کے حصے میں داخل ہوگا

---

[1] اعلاء السنن جلد ۱۸ ص۴۰۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابونعیم کہتے ہیں میں نے پوچھا یہ بات کس نے کہی ہے انہوں نے جواب دیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بواسطہ جابر و عامر کے ۔

۷ ۔ وارث کی عدم موجودگی میں وہ شخص جس کیلیے کل مال کی وصیت کی گئی ہو :

ا ۔ عن عبد اللہ بن مسعود انہ قال یا معشر ھمدان انہ یموت الرجل منکم ولا یترك وارثا فلیضع مالہ حیث احب ۔	عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے گروہ ہمدان تم میں سے جو شخص بغیر کسی وارث کو چھوڑے مر جائے تو اس کا مال جہاں وہ چاہے خرچ کرے ۔

اس قول کو حسن بصری مسروق ۔ ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب شریک اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ نے اختیار کیا ہے ۔

ب ۔ مالک ابن شبرمہ اوزاعی شافعی اور احمد رحمہم اللہ کا قول ہے کہ میت تہائی مال سے زیادہ کی وصیت نہیں کر سکتا خواہ اس کا کوئی وارث ہو یا نہ ہو ۔

۸ ۔ بیت المال :

مذکورہ بالا لوگوں کی عدم موجودگی میں میت کے ترکہ کو لاوارث مال ہونے کی بنا پر بیت المال میں جمع کر دیا جائے گا ۔

اصحاب الفرائض

یہ تیرہ اشخاص ہیں چار مرد اور نو عورتیں ۔

ا ۔ بیٹی ۔ اگر ایک ہو تو کل قابل تقسیم ترکہ کا نصف اور اگر دو یا دو سے زائد ہوں تو کل ترکہ کا دو تہائی ۔

قرآن پاک میں ہے :

(۱) فان کن نساء فوق اثنتین فلھن ثلثا ما ترك وان کانت واحدة فلھا النصف ۔

ترجمہ :۔ بیٹیاں اگر (دو ہوں یا دو سے زائد ہوں تو ان کے لیے ترکہ میں سے دو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ثلث ہے۔ اور اگر ایک بیٹی ہو تو کل مال میں سے نصف)

عن جابر قال جاءت امرأة سعد بن الربیع بابنتیھا من سعد بن الربیع الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ ھاتان ابنتا سعد بن الربیع قتل ابوھما معک یوم احد شھیدا وان عمھما اخذ مالھما ولم یدع لھما مالا و لا تنکحان الا ولھما مال قال یقضی اللہ فی ذٰلک فنزلت اٰیۃ المیراث فبعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی عمھما فقال اعط لابنتی سعد الثلثین واعط امھما الثمن وما بقی فھو لک۔

ترجمہ:۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی بیوی سعد بن ربیع سے اپنی دو بیٹیوں کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہا یا رسول اللہ یہ دونوں سعد بن ربیع کی جو آپ کے ساتھ جنگ احد میں شہید ہو گئے تھے بیٹیاں ہیں اور ان کے چچا نے ان کا مال لے لیا ہے اور ان کے لیے مال نہیں چھوڑا اور بغیر مال کے ان کا نکاح نہیں ہو سکتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس بارے میں اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائیں گے۔ پس آیت میراث نازل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چچا کو بلا بھیجا اور اس سے فرمایا سعد کی دونوں بیٹیوں کو دو تہائی دے دو اور ان (بچیوں) کی ماں کو آٹھواں حصہ دے دو اور جو باقی بچے وہ تمہارے لیے ہے۔

یہ اس صورت میں ہے جب میت کا کوئی بیٹا نہ ہو۔ بیٹے کی موجودگی میں بیٹی عصبہ بن جاتی ہے اور پھر اصحاب الفرائض کو ان کے حصے دینے کے بعد باقی مال بیٹے بیٹیوں میں اس طور پر تقسیم ہوگا کہ دو حصے بیٹے کے ہوں گے اور ایک حصہ بیٹی کا ہوگا۔ اس کی تصریح قرآن پاک میں یوں ہے یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین۔

۲۔ **پوتی** ۔صحابہ وفقہاء رضی اللہ عنہم کا اس پر اجماع ہے کہ بیٹی کی عدم موجودگی میں پوتی بیٹی کے قائم مقام ہوگی۔

لہٰذا اگر ایک ہو تو اس کو نصف اور اگر دو یا زائد ہوں تو ان کو دو تہائی ملے گا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اگر ایک بیٹی بھی ہو تو پوتیوں کو چھٹا حصّہ ملے گا۔

عن هزيل بن شرحبيل قال اتيت ابا موسٰى وسلمان بن ربيعة فى ابنة وابنة ابن والاخت لأب وام فقالا للابنة النصف وللأخت النصف وقالا ائت ابن مسعود فانه سيتابعنا فأتيته فاخبرته فقال لقد ضللت اذا وما انا من المهتدين ولكن اقضى بما قضى به رسول الله صلى الله عليه وسلم للابنة النصف ولابنة الابن السدس وما بقى فللاخت۔

ترجمہ :۔ ہزیل بن شرحبیل کہتے ہیں کہ میں ابوموسیٰ اور سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹی، پوتی اور عینی بہن کی میراث کے بارے میں پوچھنے گیا۔ ان دونوں نے جواب دیا بیٹی کے لیے نصف اور بہن کیلیے نصف ہوگا اور تم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بھی جاؤ وہ بھی ہماری ہمنوائی کریں گے۔ میں پھر ان کے پاس گیا اور ان کو بات بتائی تو انہوں نے فرمایا (ان کا سا جواب دینے میں تو) گمراہ ہونگا اور ہدایت یافتوں میں نہ ہونگا۔ لیکن میں تو اس کے مطابق فیصلہ کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا (اس فیصلہ کا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو علم تھا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ وغیرہ کو نہیں اس لیے انہوں نے اپنے اجتہاد سے جواب دیا تھا) بیٹی کے لیے نصف ہے پوتی کے لیے چھٹا حصّہ اور باقی بہن کے لیے۔

بیٹے اور بیٹی کی عدم موجودگی میں اگر پوتا یا پڑپوتا وغیرہ بھی ہو تو پوتی عصبہ بن جائے گی اور اس طرح دو حصّے پوتے وغیرہ کے اور ایک حصّہ پوتی کا ہوگا۔

۳۔ زوجہ ۔ میت کی اگر کوئی اولاد ہو تو زوجہ کو آٹھواں حصّہ ملتا ہے اور اگر اس کی کوئی اولاد نہ ہو تو چوتھائی حصّہ ملتا ہے۔ قرآن پاک میں ہے۔ ولهن الربع مما تركتم ان لم يكن لكم ولد فان كان لكم ولد فلهن الثمن مما تركتم۔

۴۔ ماں ۔ میت کی اولاد ہو تو ماں کو چھٹا حصّہ ملے گا۔

اولاد نہ ہونے کی صورت میں اگر میت کے دو یا زائد بھائی بہن ہوں تو ماں کو چھٹا حصّہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ملے گا اور اگر اتنے بھائی بہن بھی نہ ہوں تو ماں کو تیسرا حصّہ ملے گا۔

ولابویہ لکل واحد منھما السدس مما ترک ان کان لہ ولد فان لم یکن لہ ولد وورثہ ابواہ فلامہ الثلث فان کان لہ اخوۃ فلامہ السدس الآیۃ۔

۵۔ **باپ**۔ باپ کے لیے چھٹا حصّہ ہے۔ البتہ اولاد کے نہ ہونے کی صُورت میں باپ عصبہ بھی بنے گا۔

ولابویہ لکل واحد منھما السدس مما ترک ان کان لہ ولد فان لم یکن لہ ولد وورثہ ابواہ فلامہ الثلث۔

۶۔ **شوھر**۔ میت بیوی کی اولاد ہونے کی صُورت میں شوہر کو چوتھا حصّہ اور اولاد نہ ہونے کی صُورت میں نصف ترکہ ملتا ہے۔

ولکم نصف ما ترک ازواجکم ان لم یکن لھن ولد فان کان لھن ولد فلکم الربع مما ترکن الآیۃ۔

۷۔ **دادا**۔ میت کے باپ کی عدم موجودگی میں دادا کو چھٹا حصّہ ملے گا۔

عن عمران بن حصین قال جاء رجل الی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال ان ابن ابنی مات فمالی من میراثہ قال لک السدس فلما ادبر دعاہ فقال سدس اٰخر فلما ادبر دعاہ فقال لک السدس الاٰخر طعمۃ۔

ترجمہ:۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ میرا پوتا مرگیا ہے لہٰذا اس کی میراث میں میرے لیے کتنا حصّہ ہے آپ نے فرمایا تیرے لیے چھٹا حصّہ ہے۔ جب وہ مڑا تو آپ نے اسے بلایا اور فرمایا تیرے لیے ایک اور چھٹا حصّہ ہے۔ جب وہ مڑا تو آپ نے اسے بلایا اور فرمایا دوسرا چھٹا حصّہ تیرے لیے رزق ہے۔

۸۔ **دادی ونانی (جدہ)**۔ جدہ صحیحہ کے لیے چھٹا حصّہ ہے۔

عن قبیصۃ بن ذویب قال جاءت الجدۃ الی ابی بکر فسئالتہ میراثھا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فقال مالك فی کتاب اللہ شئ وما علمت لك فی سنة رسول اللہؐ شیئا فارجعی حتی اسئال الناس فقال المغیرة بن شعبة حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اعطاها السدس فقال هل معك غیرك فقال محمد بن مسلمة الانصاری فقال مثل ما قال المغیرة بن شعبة فانفذها ابوبکر ثم جاءت الجدة الاخری الی عمر فسئالته میراثها فقال مالك فی کتاب اللہ شئ ولکن هو ذٰلك السدس فان اجتمعتا فهو بینکما وایکما خلت به فهو لها۔

ترجمہ :۔ قبیصہ بن ذویب کہتے ہیں کہ ایک دادی ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور میراث میں اپنے حصّے کے بارے میں سوال کیا۔ انہوں نے فرمایا تیرے لیے کتاب اللہ میں کوئی حصّہ ذکر نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں مجھے علم نہیں کہ تیرے لیے کیا ہے۔ تو لوٹ جا یہاں تک میں اس کے بارے میں لوگوں سے پوچھ لوں۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ نے دادی کو چھٹا حصّہ دیا تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا تمہارے ساتھ کوئی اور بھی تھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں محمد بن مسلمہ انصاری۔ (ان سے پوچھا تو) انہوں نے بھی مغیرہ بن شعبہ کی مثل بات کہی۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دادی کے لیے چھٹا حصّہ نافذ کیا۔ پھر ایک اور دادی عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور ان سے اپنی میراث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کتاب اللہ میں تیرے لیے کچھ ذکر نہیں ہے لیکن وہ چھٹا حصّہ ہے۔ اگر تم دو ہو جاؤ تو وہی تمہارے درمیان ہوگا اور تم میں سے جو اس کے ساتھ منفرد ہو تو وہ کل چھٹا حصّہ اس کا ہے۔

عن عبادة بن الصامت ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قضی للجدتین من المیراث بالسدس بینهما۔

ترجمہ :۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو جدّہ کے درمیان میراث میں سے چھٹے حصّہ کا فیصلہ دیا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عن بريدة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم جعل للجدۃ السدس اذا لم یکن دونہا ام۔

ترجمہ:- بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جدہ کے لیے چھٹا حصّہ کیا جبکہ اس سے ورے ماں نہ ہو۔

عن عبد الرحمٰن بن یزید قال اعطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث جدات السدس ثنتین من قبل الاب و واحدۃ من قبل الام[1]

ترجمہ:- عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین جدہ کو چھٹا حصّہ دیا دو باپ کی جانب سے تھیں (یعنی دادیاں تھیں) اور ایک ماں کی جانب سے تھی۔ (یعنی نانی تھی)۔

نوٹ: جدہ دادی اور نانی دونوں کو کہتے ہیں۔ جدہ صحیحہ اصحاب الفروض میں سے ہے جبکہ جدہ فاسدہ ذوی الارحام میں سے ہے۔ نانی صحیحہ وہ ہے جس کے رشتے میں مرد کا علاقہ درمیان میں نہ ہو (مثلاً ماں کی ماں اور نانی کی ماں) دادی صحیحہ میں شامل ہے باپ کی ماں۔ دادا کی ماں پڑدادا کی ماں وغیرہ۔

۱۰۔ **بہن** - بہنیں تین قسم کی ہیں۔ ۱۔ عینی بہن یعنی جو ماں باپ دونوں میں شریک ہو۔ ۲۔ اخیافی بہن (جو صرف ماں میں شریک ہو۔ باپ مختلف ہوں) ۳۔ علاتی بہن (جو صرف باپ میں شریک ہو ماں مختلف ہو)۔

اخیافی بہن اور اخیافی بھائی کسی میت کے اولاد و والدین نہ ہوں اور اس کا کوئی ایک اخیافی بھائی یا بہن ہو تو اس کو چھٹا حصّہ ملے گا اور اگر اخیافی بہن بھائی زیادہ ہوں تو سب ایک تہائی میں شریک ہوں گے۔

ان کان رجل یورث کللۃ أو امرأۃ ولہ أخ أو أخت فلکل واحد منہما السدس فان کانوا اکثر من ذٰلک فہم شرکاء فی الثلث۔

ترجمہ:- اور اگر کوئی میت جس کی میراث دوسروں کو ملے گی خواہ وہ میت مرد

---

[1] اعلاء السنن ج ۱۸ ص ۳۷۸-۳۷۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہو یا عورت ایسا ہو جس کے نہ اصول ہوں (یعنی باپ دادا) اور نہ فروع ہوں (یعنی اولاد اور بیٹے کی اولاد) اور اس (میت) کے ایک بھائی یا ایک بہن (اخیافی) ہو تو دونوں میں سے ہر ایک کو چھٹا حصّہ ملے گا اور اگر یہ لوگ اس سے (یعنی ایک سے) زیادہ ہوں (مثلاً دو ہوں یا زیادہ) تو وہ سب تہائی میں (برابر کے) شریک ہوں گے (اور ان میں مذکر و مؤنث کا برابر حصّہ ہے)۔

اُس مقام پر اخیافی کی قید لگانے کی وجوہ یہ ہیں۔

۱۔ عام مفسرین کے نزدیک یہ قید ثابت ہے یہاں تک کہ بعض نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

۲۔ سعید بن ابی وقاص کی قرارت اس طرح ہے ولہ أخ أو أخت من أم اور ابی رضی اللہ عنہ کی قرارت میں من الام کے الفاظ ہیں۔ یہ قرارت اگرچہ شاذ ہے لیکن جب شاذ قرارت صحیح سند سے ثابت ہو تو وجوب عمل میں یہ خبر واحد کی مثل ہوتی ہے۔

۳۔ اس مقام پر غور کریں تو معلوم ہو گا کہ ان بھائی بہنوں کو چھٹے اور تہائی کا مستحق ٹھیرایا ہے اور یہی دو حصّے ماں کے اوپر ذکر ہو چکے ہیں اس مناسبت سے یہ بھائی بہن وہی معلوم ہوتے ہیں جو ماں میں شریک ہوں اور عینی اور علاتی بھائی بہنوں کا حکم سورہ نسار کے آخر میں آتا ہے جو بالاتفاق ہے۔ اس سے بھی ثابت ہوا کہ یہاں ان کے علاوہ اور قسم مذکور ہے اور شاید یہاں سدس اور ثلث کے قرینے سے من الام کی قید چھوڑ دی ہو اور وہاں للذکر مثل حظ الانثیین کے قرینہ سے من الابوین یا من الاب کی قید چھوڑ دی ہو کیونکہ اس قید سے مفہوم ہوا کہ کسی ایسے کا ذکر ہے جو بنفسہ یا بغیرہ عصبہ بن جاتا ہے اور اخیافی کبھی عصبہ نہیں ہوتا[1]

عینی اور علاتی بہن والدین اور اولاد نہ ہونے کی صورت میں اگر ایک عینی یا علاتی بہن ہو تو اس کو نصف ملے گا اور اگر یہ زائد ہوں تو ترکہ کے دو تہائی ملیں گے اور عینی یا علاتی بہن کے ساتھ بھائی بھی ہو تو سب اس طرح ترکہ میں شریک ہونگے کہ بھائی کو دو حصّے اور بہن کو ایک حصّہ۔

قل اللہ یفتیکم فی الکللۃ ان امرؤ ھلک لیس لہ ولد ولہ اخت فلھا نصف ما ترک وھو یرثھا ان لم یکن لھا ولد۔ فان کانتا

---

[1] بیان القرآن مولانا تھانویؒ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اثنتين فلهما الثلثٰن مما ترك وان كانوا اخوة رجالا و نساء فللذكر مثل حظ الانثيين ۔

ترجمہ :۔ آپ فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ تم کو کلالہ کے باب میں حکم دیتا ہے (وہ یہ ہے کہ) اگر کوئی شخص مر جائے جس کے اولاد نہ ہو (یعنی نہ مذکر نہ مؤنث اور نہ ماں باپ ہوں) اور اس کے ایک (عینی یا علاتی) بہن ہو تو اس (بہن) کو اس تمام ترکہ کا نصف ملے گا (یعنی بعد حقوق متقدمہ) اور وہ شخص (اس اپنی) بہن کا وارث (کل ترکہ کا) ہوگا اگر (وہ بہن مر جائے اور) اس کی اولاد نہ ہو (اور والدین بھی نہ ہوں) اور اگر (ایسی) بہنیں دو (یا زیادہ) ہوں تو ان کو اس کے کل ترکہ میں سے دو تہائی ملیں گے اور اگر (ایسی میت کے جس کی نہ اولاد ہو نہ والدین خواہ وہ میت مذکر ہو یا مؤنث) وارث چند (یعنی ایک سے زیادہ ایسے ہی) بھائی بہن ہوں مرد اور عورت تو (ترکہ اس طرح تقسیم ہوگا کہ) ایک مرد کو دو عورتوں کے حصہ کے برابر ۔

نوٹ : کلالہ کی تفسیر میں چند اقوال ہیں ۔

اوّل : کلالہ اس میت کو کہتے ہیں جس نے اپنے پیچھے اولاد اور والد نہ چھوڑے ہوں ، اس وقت اس کے وارث اس کے بہن بھائی ہوتے ہیں ۔

دوم : کلالہ وہ وارث ہوتے ہیں جن میں اولاد و والد نہ ہوں ۔ پس میت کے بہن بھائی کلالہ ہوئے ۔

سوم : کلالہ مصدر ہے جس کے معنی ہیں قوت کا ختم ہو جانا ۔ والد و اولاد کے علاوہ جہت سے قرابت کے لیے کلالہ کو استعمال کرتے ہیں کیونکہ والد و اولاد کی قرابت کے اعتبار سے دوسری کی قرابت کمزور ہوتی ہے ۔

چہارم : کلالہ مال موروث کو کہتے ہیں جبکہ میت کی اولاد و والد نہ ہوں ۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی کلالہ کی تفسیر میں روایات ۔

۱ ۔ عن الشعبی قال قال ابو بکر رضی اللہ عنہ الکلالۃ ما خلا الولد والوالد

ترجمہ : شعبی کہتے ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کلالہ اولاد اور والد کے علاوہ وارثوں کو کہتے ہیں ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۲۔ روی طاؤس عن ابن عباس قال کنت اٰخر الناس عهدا بعمر بن الخطاب فسمعته يقول القول ما قلت قلت وما قلت قال الكلالة من لا ولد له ۔

ترجمہ: طاؤس روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا لوگوں میں سے سب سے آخر میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ میری ملاقات رہی تو میں نے ان کو وہی بات کہتے ہوئے سنی جو میں کہتا تھا۔ طاؤس کہتے ہیں میں نے پوچھا آپ کیا کہتے تھے جواب دیا کہ کلالہ وہ شخص (مورث) ہے جس کی اولاد نہ ہو۔

۳۔ عن الحسن بن محمد قال سألت ابن عباس عن الكلالة فقال من لا ولد له ولا والد ۔

ترجمہ: حسن بن محمد کہتے ہیں میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کلالہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ شخص (مورث) ہے جس کی اولاد و والد نہ ہوں۔

امام رازی رحمہ اللہ تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں:

الكلالة قد تجعل وصفا للوارث و للمورث ...... وأما بيان ان هذا اللفظ مستعمل فی الوارث فالدليل عليه ما روى جابر قال مرضت مرضا اشفيت منه على الموت فاتانی النبی صلى الله عليه وسلم فقلت يا رسول الله انی رجل لا يرثنی الا كلالة واراد به انه ليس له والد ولا ولد ۔ واما انه مستعمل فی المورث فقول الفرزدق ؎

ورثتم قناة الملك لا عن كلالة عن ابنی مناف عبد شمس وهاشم

فان معناه انكم ما ورثتم الملك عن الاعمام بل عن الآباء فسمی العم كلالة وهو ههنا مورث لا وارث ۔

ترجمہ: کلالہ کو کبھی وارث کی صفت بنایا جاتا ہے اور کبھی مورث کی ..... اس بات کا بیان کہ یہ لفظ وارث کے لیے مستعمل ہے۔ اس کی دلیل حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں سخت بیمار رہا جس سے موت کے کنارے پر پہنچ گیا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے تو میں نے کہا یا رسول اللہ نہیں ہے میرا کوئی وارث مگر کلالہ اور اس سے انکی مراد یہ تھی کہ انکی اولاد اور انکے والد نہیں ہیں۔ اور اس بات کا بیان کہ کلالہ کا استعمال مورث کیلیے ہوتا ہے فرزدق کا یہ شعر ہے ورثتم قناۃ الملك لا عن كلالة عن ابنى مناف عبد شمس وهاشم کیونکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ تم نے ملک چچاؤں سے میراث میں نہیں پایا ہے بلکہ آباء سے پایا ہے۔ فرزدق نے چچا کو کلالہ کہا جو یہاں مورث ہے وارث نہیں۔

عصبات

پہلے یہ حدیث ذکر کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا الحقوا الفرائض باهلها فما بقى فهو لأولى رجل ذكر (حصّہ حصّے والوں کو دو اور جو باقی بچے وہ قریب ترین مرد کے لیے ہے) جس سے معلوم ہوا قرب و بعد میں مدارج ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

عصبات دو قسم کے ہیں نسبی اور سببی۔ لیکن نسبی کو قوی تر ہونے کی بنا پر سببی پر تقدم حاصل ہے۔

عصبات نسبی: یہ تین قسمیں ہیں جو تقدیم و تاخیر کے اعتبار سے حسب ذیل ترتیب میں ہیں۔

۱۔ عصبہ بنفسہ۔ یہ ہر وہ مرد ہے جس کی میت کے ساتھ نسبت میں کوئی عورت داخل نہ ہوتی ہو۔ یہ چار طرح کے ہیں۔

اوّل۔ جزء میت یعنی میت کا بیٹا پوتا پڑپوتا وغیرہ

دوم۔ اصل میت یعنی میت کا باپ دادا پڑدادا۔

سوم۔ میت کے باپ کا جزء جیسے بھائی۔ بھتیجے وغیرہ۔

چہارم۔ میت کے دادا کا جزء جیسے چچا تایا اور چچازاد تایازاد بھائی وغیرہ۔

عصبہ بغیرہ: یہ وہ چار قسم کی عورتیں ہیں جن کا مقررہ حصّہ نصف اور دو تہائی ہوتا ہے۔

۱۔ بیٹی ۲۔ پوتی ۳۔ ماں باپ شریک یعنی عینی بہن ۴۔ باپ شریک یعنی علاتی بہن۔

یہ چاروں اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبہ بنتی ہیں۔

بیٹی اور پوتی کے عصبہ ہونے پر قرآن پاک کی یہ آیت دلیل ہے۔

يوصيكم الله فى اولادكم للذكر مثل حظ الانثيين۔

عینی اور علاتی بہن کے عصبہ ہونے پر یہ آیت دلیل ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وان كانوا اخوة رجالا ونساء فللذكر مثل حظ الانثيين ۔

عصبہ مع غیرہ : یہ وہ عورت ہے جو دوسری عورت کے ساتھ مل کر عصبہ بنتی ہو جیسا عینی یا علاتی بہن عصبہ بنتی ہے بیٹی یا پوتی کے ساتھ مل کر ۔

۱ - عن الاسود بن هلال انه سمع معاذ بن جبل يقول وهو على المنبر ورث مال رجل ترك ابنته وأختا فجعل لابنته النصف ولاخته النصف ورسول الله صلى الله عليه وسلم حيي بين اظهرهم

ترجمہ : اسود بن ہلال کہتے ہیں کہ انہوں نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو منبر پر کہتے ہوئے سنا ۔ اس شخص کا مال میراث بنا ہے جس نے ایک بیٹی اور ایک بہن چھوڑی ۔ اور انہوں نے نصف بیٹی کو دیا نصف میت کی بہن کو دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی ان (صحابہ) کے درمیان حیات تھے ۔

۲ - حدثنا بشير بن عمرو قال سألت ابن ابي الزناد رجل ترك بنتا واختا فقال لابنته النصف ولاخته ما بقي ۔

ترجمہ : بشیر بن عمرو کہتے ہیں کہ میں نے ابن ابی الزناد سے ایک شخص کے بارے میں پوچھا جس نے اپنے پیچھے ایک بیٹی اور ایک بہن چھوڑی ۔ تو انہوں نے فرمایا اس کی بیٹی کے لیے نصف ہے اور بقیہ اس کی بہن کے لیے ہے ۔

۳ - عن خارجة بن زيد ان زيد بن ثابت كان يجعل الاخوات مع البنات عصبة ۔

ترجمہ : خارجہ بن زید سے روایت ہے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیٹیوں کے ساتھ بہنوں کو عصبہ بناتے تھے ۔

<u>عصبہ سببی ۔ مولائے عتاقہ</u> | نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے الولاء لحمة كلحمة النسب (ولاء قرابت ہے مثل نسب کی قرابت کے) نیز ارشاد ہے : الولاء لمن اعتق ۔ ولاء اس شخص کیلیے ہے جو آزاد کرے

یہاں تک میراث کے چیدہ چیدہ اور اکثر پیش آنے والے مسائل مدلل ذکر کیے گئے ہیں تفصیلات علم میراث کی کتابوں میں مفصل درج ہیں ۔

© rasailojaraid.com